انبیاء کرام کی بنیادی صفات:

کچھ ایسی صفات وخوبیاں ہوتی ہیں جن کا اللہ کے رسولوں میں پایا جانا ناگزیر ہوتا ہے۔ان میں سارے انبیاء برابر ہوتے ہیں گویا یہ نبوت و رسالت کی لازمی شرطیں ہوتی ہیں۔ وہ یہ ہیں:

* **صداقت:** سارے انبیاء و رسول سچے ہوتے ہیں۔کسی بھی اعتبار سے ان کی طرف جھوٹ کی نسبت ناممکن ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے فرمایا: ﴿ وَصَدَقَ ٱلْمُرْسَلُونَ ﴿٥٢﴾ ﴾ (یس: ٥٢)

ترجمہ: اور رسولوں نے سچ سچ کہہ دیا تھا. تمام انبیاء کرام کی سیرت اور ان کا کردار اس کا عملی ثبوت ہے۔ نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کو اہل قریش نبوت سے پہلے ہی صادق اور امین کے لقب سے پکارتے تھے۔

* **امانت:** سارے رسول امانت دار ہوتے ہیں۔یہ ناممکن ہے کہ وہ ادنیٰ سی خیانت کریں۔وہ ظاہراً وباطناً ہر لحاظ سے اس سے پاک ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ ﴿١٦١﴾ ﴾ (آل عمران: ١٦١) ترجمہ: ناممکن ہے کہ نبی سے خیانت ہو جائے۔

* **ذکاوت وذہانت:** اللہ کے رسولوں کی بنیادی ذمہ داری ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ معاشرے کے سارے انسانوں کو اللہ کا پیغام پہنچائیں۔اس طرح انہیں معاشرے کے ہر طبقہ سے براہ راست واسطہ پڑتا ہے۔ ہر طرح کے معاملہ سے انہیں سابقہ پیش آتا ہے۔اپنی ذمہ داری کو بحسن وخوبی ادا کرنے اور راہ کی بے شمار مشکلات پر قابو پانے کے لئے اللہ تعالیٰ انہیں خصوصی ذکاوت، ذہانت اور بصیرت سے نوازتا ہے۔

حضرت محمد مصطفی ﷺ ابھی نبی نہیں بنائے گئے تھے کہ اہل قریش میں حجر اسود کو اٹھا کر دیوار میں چننے کے لئے اختلاف پیدا ہو گیا اور قریب تھا کہ خون کی ندیاں بہہ جائیں۔محمد رسول اللہ ﷺ نے محض اپنی بیدار مغزی اور ذہانت سے اس معاملہ کو ایسا حل کر دیا کہ سارا جھگڑا ختم ہو گیا اور ہر ایک آپ کے فیصلہ سے راضی رہا۔ آپ ﷺ نے چادر میں حجر اسود کو رکھا اور تمام قبائل کے سرداروں سے کہا کہ چادر کو اٹھائیں جب حجر اسود دیوار کے پاس پہنچ گیا تو آپ ﷺ نے اٹھا کر دیوار میں چن دیا۔

معاملہ فہمی اور بصیرت کی ایسی ہی مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں ملتی ہے۔ خدائی کے دعویٰ دار نمرود سے اللہ کی صفات پر گفتگو ہو رہی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میرا رب وہ ہے جو زندگی اور موت کا مالک ہے۔ طاقت کے نشے میں چور احمق اور بیوقوف نمرود حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بات ہی نہ پا سکا۔ اپنی حماقت کے ثبوت میں جھٹ قید خانہ سے دو قیدی بلائے۔ ایک کو مار دیا دوسرے کو چھوڑ دیا اور کہا کہ دیکھو زندگی اور موت میرے اختیار میں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی خدا داد ذہانت سے سمجھ گئے کہ یہ کس قدر سفیہ اور احمق ہے۔ اس کے ذہنی معیار کو سامنے رکھتے ہوئے آپ نے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اگر تو خدا ہے تو اس کو مغرب سے نکال کر دکھا۔ یہ سن کر نمرود ہکا بکا رہ گیا ﴿ أَلَمْ تَرَ إِلَى ٱلَّذِى حَآجَّ إِبْرَٰهِـۧمَ فِى رَبِّهِۦٓ أَنْ ءَاتَىٰهُ ٱللَّهُ ٱلْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَٰهِـۧمُ رَبِّىَ ٱلَّذِى يُحْىِۦ وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا۠ أُحْىِۦ وَأُمِيتُ ۖ قَالَ إِبْرَٰهِـۧمُ فَإِنَّ ٱللَّهَ يَأْتِى بِٱلشَّمْسِ مِنَ ٱلْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ ٱلْمَغْرِبِ فَبُهِتَ ٱلَّذِى كَفَرَ ۗ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٢٥٨﴾ ﴾ (البقرة: ٢٥٨)

دعوت و تبلیغ:

اللہ تعالیٰ اپنی ہدایت اور اپنے احکام و فرامین بندوں تک پہنچانے کے لئے انھیں میں سے ایک کا انتخاب فرماتا ہے اور اسے رسالت و نبوت کے منصب پر فائز کرتا ہے۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے ایک فرد متعین کیا جائے اور اسی ذمہ داری کو وہ ادا نہ کرے۔ یہ ناممکن ہے کہ اللہ کے رسول اللہ کی ہدایات کو اس کے بندوں تک نہ پہنچائیں یا اس میں سے کچھ چھپالیں یا اس میں ادنیٰ تساہلی سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ مَّا عَلَى ٱلرَّسُولِ إِلَّا ٱلْبَلَٰغُ ۗ ﴿٩٩﴾ ﴾ (المائدة: ٩٩)

ترجمہ: رسول کے ذمہ تو صرف پہنچانا ہے۔ ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ ﴿٦٧﴾ ﴾ (المائدة: ٦٧) ترجمہ: اے رسول جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجئے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے سلسلے میں قرآن کہتا ہے: ﴿ قَالَ يَٰقَوْمِ لَيْسَ بِى ضَلَٰلَةٌ وَلَٰكِنِّى رَسُولٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٦١﴾ أُبَلِّغُكُمْ رِسَٰلَٰتِ رَبِّى وَأَنصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٢﴾ ﴾

(الأعراف: ٦١ – ٦٢) ترجمہ: نوح علیہ السلام نے کہا اے برادرانِ قوم ! میں کسی گمراہی میں نہیں پڑا ہوں بلکہ میں ربّ العالمین کا رسول ہوں. تمہیں اپنے ربّ کے پیغامات پہنچاتا ہوں، تمہارا خیر خواہ ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے وہ کچھ معلوم ہے جو تمہیں معلوم نہیں ہے۔

محمد ﷺ پر جب یہ آیت ﴿ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ ٱلْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾ ﴾ (الشعراء: ٢١٤) نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اہل قریش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے قریش کے لوگو! آؤ، اپنی جانوں کا اللہ سے سودا کرلو۔ میں اس کی پکڑ سے تم کو بالکل نہیں بچا سکتا۔ اے بنی عبد مناف! میں اللہ کے مقابلہ میں تمہارے لئے بالکل عاجز ہوں۔ اے عباس بن عبد المطلب! میں تمہارے کچھ بھی کام نہ آسکوں گا۔(بخاری)